# خدا کی غلامی
# انسان کی معراج

مولانا سید جلال الدین عمری

# فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

میرا ایک مضمون 'ابنِ آدم کی معراج' کے عنوان سے ماہ نامہ زندگی رام پور میں جولائی ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ ایک اور مضمون کا عنوان تھا 'خدا کی غلامی'۔ یہ ستمبر ۱۹۷۲ء میں چھپا۔ انسان کے سامنے ہمیشہ سے ایک بڑا سوال یہ رہا ہے کہ اس وسیع کائنات میں اس کی صحیح حیثیت کیا ہے؟ اسی سوال کے جواب پر حیاتِ انسانی کے بارے میں ابھرنے والے تمام سوالات کے جواب کا انحصار ہے۔ ان مضامین میں انسان کی اصل حیثیت واضح کی گئی ہے۔ اس کے لیے قرآن مجید کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ضمناً قدیم و جدید افکار کا جائزہ بھی آ گیا ہے۔ اندازِ بیان منطقی یا فلسفیانہ نہیں بلکہ دعوتی اور تاثراتی ہے۔ اسی میں قرآن مجید کے دلائل کو سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ کبھی کبھی خیال آتا تھا کہ ان مضامین کو کتابچہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ جن احباب کی نظر سے یہ گزرے ان میں سے بعض کا مطالبہ بھی تھا، لیکن وقت گزرتا رہا اور اب ایک طویل عرصہ کے بعد اس کی نوبت آئی ہے۔

برادرم ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے میری درخواست پر ان دونوں مضامین کو جوڑ کر ایک مسلسل اور مربوط مضمون کی شکل دے دی اور ان پر ذیلی عنوانات قائم کر دیے۔ میں نے ان پر ایک نظر ڈال کر کہیں کہیں لفظی ترمیم

بھی کی ہے اور دو ایک مقامات پر حذف و اضافہ بھی کیا ہے۔ دعا ہے کہ اسلام کے دعوتی فکر کو سمجھنے میں یہ کتابچہ معاون ثابت ہو، اسے مقبولیت عطا ہو اور اللہ کے بندوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

---

اس کتابچہ کی کئی سال قبل اشاعت عمل میں آئی تھی۔ اب کی بار یہ کسی قدر نظرِ ثانی کے بعد پہلے سے بہتر شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ خوشی ہے کہ ہندی، تلگو اور مراٹھی میں اس کا ترجمہ سامنے آچکا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی افادیت کے دائرہ کو مزید وسعت بخشے اور ان کوششوں کو قبول فرمائے۔

جلال الدین عمری
۴ر فروری ۲۰۰۶ء

# خدا کی غلامی ـــ انسان کی معراج

انسان خدا کا غلام ہے لیکن اس کو آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ کیوں کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اس کی غلامی میں آجائے لیکن افسوس کہ خدا کی دی ہوئی آزادی نے انسان کو اس کا نافرمان بنا دیا ہے۔ اس کائنات میں ایک خدا ہی اس کا معبودِ حقیقی ہے لیکن اس نے بے شمار معبود بنا رکھے ہیں۔

کبھی تو وہ اپنے معبود کی پرستش بھی کرتا ہے اور اطاعت بھی۔ کبھی صرف پرستش کرتا ہے اور اطاعت نہیں کرتا اور کبھی پرستش نہیں کرتا صرف اطاعت کرتا ہے۔ اسلام یہ بتانے کے لیے آیا ہے کہ پرستش بھی اللہ تعالیٰ ہی کی کی جائے اور حکم بھی اسی کا مانا جائے۔ یہی اس کے بندہ ہونے کا تقاضا ہے اور اسی سے اس کی عبادت اور بندگی کی تکمیل ہوتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حاکم ہے اور ہم اس کے محکوم ہیں اور یہ دونوں ہی چیزیں ازلی و ابدی ہیں۔ ہم دنیا میں آنے سے پہلے بھی اس کے محکوم تھے اور دنیا میں آنے کے بعد بھی اس کے محکوم ہیں اور یہاں سے جانے کے بعد بھی اس کے محکوم ہی رہیں گے۔ اس کی حکومت ہم پر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اس لیے صاف بات ہے کہ ہمیں نہ تو آزادی اور خودسری کی زندگی گزارنے کا حق ہے اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت اور غلامی اختیار کرسکتے ہیں۔

## موجودہ دور کے انسان کی روش

اطاعت اور بندگی کا یہ تصور موجودہ دور کے انسان کے لیے بارگراں ہے۔ وہ کسی بھی قیمت پر اسے قبول کرنا نہیں چاہتا۔ چناں چہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہر طرف خدا سے بغاوت پھوٹ پڑی ہے اور کہیں اس کی مرضی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ خدا کی حکومت میں خدا سے بغاوت سراسر ظلم اور ناانصافی ہے، لیکن انسان اس ظلم کا مسلسل ارتکاب کر رہا ہے۔ انسان کے لیے صحیح روش خدا کی اطاعت ہے لیکن یہی روش اس کے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ وہ خدا کا بندہ اور غلام ہونے کے باوجود اس کی بندگی اور غلامی کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔ وہ نہ خدا ہے اور نہ خدا ہوسکتا ہے لیکن خدائی کا سودا اس کے سر میں سمایا ہوا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ ساری دنیا کا وہی آقا ہے اور نہیں ہے تو اس کو آقا ہونا چاہیے۔ وہ اس طرح اپنی سعی و جہد میں لگا ہوا ہے گویا اپنی زندگی کا آپ مالک ہے۔ وہ اپنے جیسے انسانوں سے جن مسائل پر گفتگو کرتا ہے، جن کاموں میں دلچسپی لیتا ہے اور جن مقاصد کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ خدا کی غلامی سے نکل چکا ہے اور اس وقت تک اطمینان سے بیٹھنا نہیں چاہتا جب تک کہ خدائی کے مقام پر نہ پہنچ جائے۔ وہ صبح کو اپنے بستر سے اٹھتا ہے تو اس فیصلہ کے ساتھ اٹھتا ہے کہ اس کا کوئی خدا نہیں ہے جو اس سے اس کے شام تک ہونے والے اعمال کا حساب لے اور پھر رات کو وہ اس بے نیازی کے ساتھ اپنے بستر پر چلا جاتا ہے کہ گویا دن بھر اس نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ اس کو کبھی یہ خیال تک نہیں آتا کہ اس کی جان خدا کی مٹھی میں ہے۔ وہ کسی بھی وقت اس کو اپنے دربار میں کھینچ کر حاضر کرسکتا ہے، پھر اس وقت وہ اپنے اعمال کا کیا جواب دے گا؟ انسان خوش ہے کہ اس کے پاؤں میں غلامی کی زنجیر نہیں ہے، حالاں کہ ہر آن اس پر خدا کا قبضہ ہے۔ انسان انتہائی بے بس اور کم زور ہے، اس کے اندر یہ تاب نہیں ہے کہ زمین و آسمان والے خدا

سے ٹکر لے سکے۔ کیا انسان اس حقیقت کو بھول چکا ہے کہ خدا سے بغاوت کبھی کامیاب نہیں ہوئی اور جو خدا کے مقابلہ میں آیا وہ پیس دیا گیا۔

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّهُمۡ نَآئِمُوۡنَ ○ اَوَ اَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰٓى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا ضُحًى وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ○ اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ○
(الاعراف:۹۷-۹۹)

تو کیا بستی والوں کو اس کا خوف نہیں رہا کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آجائے جب کہ وہ سو رہے ہوں، یا بستی والوں کو اس کا ڈر نہیں ہے کہ ان پر ہمارا عذاب دن میں آجائے جب کہ وہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہوں، کیا وہ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں۔ حالاں کہ اللہ کی چال سے تباہ و برباد ہونے والے ہی بے خوف ہوتے ہیں۔

## پوری کائنات خدا کی غلامی میں ہے

کائنات کی ایک ایک چیز جس خدا کے فرمان کے تابع ہے، انسان اسی کے خلاف کھڑا ہوا ہے۔ درخت کے پتے جس کی مرضی کے بغیر ہل نہیں سکتے انسان اسی کی مرضی کے علی الرغم کام کر رہا ہے، پہاڑ جس کے خوف سے اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں انسان کا سینہ اسی کے خوف سے خالی ہے، جس کے اشارے سے سمندر کی طغیانی رک جاتی اور جنگل کی سرسراہٹ ختم ہو جاتی ہے، انسان اسی کے احکام سے سرتابی کرتا پھر رہا ہے۔ یہ کس قدر حیرت انگیز جسارت ہے کہ زمین و آسمان پر جس خدا کی حکومت ہے انسان اسی کی غلامی میں رہنا نہیں چاہتا۔ نادان انسان! تو کہاں خدا سے بھاگ سکتا ہے جب کہ تیرا پورا وجود خدا کے بنائے ہوئے قوانین کا پابند ہے۔ تو خدا سے بغاوت کر رہا ہے حالاں کہ اس بغاوت میں تیرے جسم کا سایہ تک تیرا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ خدا کے سامنے، چاہے تو اس کو پسند کرے یا نہ کرے، سجدہ ریز ہے اور تیری روشِ بغاوت کو غلط ثابت کر رہا ہے، لیکن افسوس کہ تجھے اس کا احساس تک نہیں ہے۔

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۝ السجدة
(الرعد:۱۵)

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہیں وہ ساری چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں آمادگی اور خوشی سے اور جبر سے اور صبح و شام ان کے سائے بھی (خدا ہی کو سجدہ کر رہے ہیں)۔

انسان کے چاروں طرف مالکِ کائنات کی فرماں روائی کا اعلان ہو رہا ہے۔ کائنات کے ہر گوشے اور ہر سمت سے آواز آ رہی ہے کہ انسان اپنی آزادی سے دست کش ہو جائے اور خدا کی غلامی میں چلا آئے۔ کیوں کہ یہ کائنات اس کی نہیں خدا کی ہے۔ وہ یہاں کی کسی بھی چیز پر مالکانہ حق نہیں رکھتا۔ وہ جس ہوا میں سانس لیتا ہے، غذا کا جو لقمہ پیٹ میں اتارتا ہے، پانی کے جس گھونٹ سے اپنی پیاس بجھاتا ہے، ان میں سے ایک چیز کا بھی وہ مالک نہیں ہے، بلکہ خدا ہی ان کا خالق و مالک ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ خدا کی اس کائنات میں اسی کی مرضی پوری ہونی چاہیے۔ انسان اس میں اپنی مرضی سے تصرف کا کوئی حق نہیں رکھتا لیکن وہ کائنات کو اس طرح کام میں لا رہا ہے جیسے خدا اس کا مالک نہیں بلکہ وہ خود اس کا مالک ہے۔

## فطرت سے بغاوت

انسان جس ماحول میں گھرا ہوا ہے وہ سارے کا سارا خدا کی غلامی میں مصروف ہے، لیکن باغی انسان اپنے اس ماحول سے جنگ کر رہا ہے۔ ہوا میں اڑنے والے پرندے، زمین پر رینگنے والے جانور، پھول اور پودے، دریا اور پہاڑ، چاند اور سورج، ہوا اور پانی ہر چیز خدا کی اطاعت میں لگی ہوئی ہے۔ اس کائنات میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں خدا کی مرضی نہ چل رہی ہو اور انسان آزادی کی سانس لے سکے۔ اگر وہ خدا کی غلامی میں رہنا نہیں چاہتا تو اس کو یہ کائنات چھوڑ دینی ہوگی اور کوئی ایسا مقام تلاش کرنا ہوگا جو خدا کی حکومت سے آزاد ہو۔

انسان اس حقیقت کو بھول رہا ہے کہ یہ پوری کائنات خدا کے امر و اقتدار کے

تابع ہے اور کہیں اس کی نافرمانی نہیں ہو رہی ہے۔ بغاوت کی روش اس کائنات کی فطرت سے میل نہیں کھاتی، اس لیے جب انسان خدا سے بغاوت کرتا ہے تو یہاں کی ایک ایک چیز اس کو مجرم اور غلط کار سمجھتی اور نفرت و حقارت سے دیکھتی ہے۔ وہ خدا کے کسی باغی کو اپنی گود میں رکھنا نہیں چاہتی لیکن چوں کہ خدا کا حکم ہے کہ وہ ہر برے اور بھلے کی ایک وقتِ خاص تک خدمت کرتی رہے، اس لیے اس کو برداشت کر رہی ہے۔ جب کوئی خدا کا باغی اپنی بغاوت کے نتیجے میں یہاں تباہ ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتی ہے کہ اس کے دامن کا ایک ناپاک دھبّہ مٹ گیا ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ — پس نہیں روئے ان پر آسمان اور زمین اور نہ ان کو ڈھیل دی گئی۔

(الدخان:۲۹)

## اطاعت اور غلامی ــــ انسان کی سرشت

اطاعت اور بندگی انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ وہ آزاد ہونا چاہے تو بھی آزاد نہیں ہوسکتا۔ وہ غلامی پر مجبور ہے۔ اس لیے ایک آقا کی غلامی سے نکل بھی آتا ہے تو دوسرے آقا کی غلامی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ اس کو کس کی غلامی کرنی چاہیے اور کس کی غلامی نہیں کرنی چاہیے؟ اس کا معقول جواب جو اس کائنات میں اس کی حیثیت کے عین مطابق ہے، یہ ہے کہ وہ خدا کا بندہ اور غلام ہے، کسی اور کا نہیں، اس لیے اس کو غلامی کی ہر زنجیر کاٹ دینی چاہیے اور صرف ایک خدا کی اطاعت کرنی چاہیے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور بہت ہی دردناک حقیقت ہے کہ انسان غلامی کے بے شمار طوق خوشی سے پہن لیتا ہے اور اس خدا کو بھول جاتا ہے جس کی غلامی کے لیے وہ فی الواقع پیدا ہوا ہے اور جس کی اطاعت کے سوا کسی دوسرے کی اطاعت اس کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے۔

## غلامی کی مختلف شکلیں

انسان خدائے تعالیٰ کی غلامی سے منہ موڑتا ہے تو اس کی مخلوقات کے سامنے سر جھکا دیتا ہے یا اپنے ہی جیسے انسانوں کی غلامی کرنے لگتا ہے اور اگر اس سے بھی اسے نجات مل جائے تو اپنے نفس اور خواہش کا بندہ بن جاتا ہے۔ حالاں کہ یہ ساری صورتیں انتہائی غلط اور اس کے لیے سراسر تباہ کن ہیں۔

## مظاہر فطرت کی غلامی

خدائے واحد کی غلامی سے نکلنے کے بعد انسان نے کبھی مظاہرِ قدرت کو خدا بنالیا اور بے شمار جان دار اور بے جان چیزوں کی عبادت میں لگ گیا، جس چیز کو قوت و طاقت کا خزانہ سمجھا اس کے سامنے جبینِ نیاز ٹیک دی۔ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، سیارے، درخت، پہاڑ، دریا، سمندر کس چیز کو اس نے معبود نہیں سمجھا اور کس کے سامنے اس نے اپنا سرِ عبادت خم نہیں کیا؟ حالاں کہ انسان خدا کے سامنے اپنا سر خم کرے یا نہ کرے، دنیا کی ہر چیز اس کے سامنے سر جھکائے کھڑی ہے۔ انسان اس کائنات میں اپنی اصل حیثیت کھو چکا ہے، لیکن انسان کے سوا ہر چیز اپنی اصل حیثیت پر قائم ہے۔ وہ پوری طرح خدا کی غلامی میں لگی ہوئی ہے۔ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ اس کی اس حیثیت کو بدل دے۔ وہ جس چیز کو بھی خدا سمجھ کر سجدہ کرنا چاہتا ہے وہ پکار اٹھتی ہے کہ مجھے بندگی کے مقام سے نکال کر خدائی کے مقام پر نہ پہنچاؤ۔ یہ میری اور تمھاری دونوں کی غلط حیثیت ہوگی۔ نہ میں خدا ہوں اور نہ تم میرے غلام۔ اس کائنات پر جس خدا کی حکومت ہے اسی کو خدائی کا حق حاصل ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ | کیوں نہیں سجدہ کرتے وہ اس اللہ کو جو |
| الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی ہر چیز کو |
| وَ یَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ○ | نکال لاتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو |

اَللّٰهُ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ هُـوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ السجدة (النمل:۲۵-۲۶)

کچھ ظاہر کرتے ہو اس کو وہ جانتا ہے۔ وہ اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور کا انسان مظاہر پرست نہیں ہے، اس لیے آج یہ تنقید بے معنی ہوگئی ہے، لیکن یہ بات پوری طرح صحیح نہیں ہے۔ مظاہر پرستی سے دنیا آج بھی نہیں نکل سکی ہے۔ ماضی میں بھی اس کا دامن اس سے داغ دار رہا ہے اور آج بھی وہ اس سے پاک نہیں ہے۔ اسلام نے انسان کو اس ذلت اور پستی سے نکالا اور کہا کہ تم اشرف المخلوقات ہو۔ تمھاری عبادت و اطاعت کا مستحق وہ خدا ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اور جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی زمامِ اقتدار ہے۔ تمھیں صرف اسی ایک ہستی کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہیے۔ تم اگر اپنی جاہلی عصبیت، قومی روایات اور ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے خدائے واحد کی عبادت سے انکار کروگے تو اپنا ہی نقصان کروگے۔ تمھارے چاروں طرف اور کائنات کے گوشے گوشے میں خدا کے فرشتے شب و روز اس کی تسبیح و تحمید میں زمزمہ سنج ہیں اور اس کی حمد و ثنا کے نغمے گا رہے ہیں۔ خدا کو سجدہ کر کے تم مقدس فرشتوں کی راہ اختیار کروگے۔ خدا کی مخلوق کے سامنے سر جھکانا تمھاری عظمت کے منافی اور تمھاری انسانیت کی توہین ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لاَ تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلاَ لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّـاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لاَ يَسْئَمُوْنَ ۝ السجدة (حٰمٓ السجدة: ۳۷-۳۸)

رات اور دن اور سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے، اگر تم اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔ لیکن اگر یہ لوگ کبر و غرور کی وجہ سے اس سے انکار کرتے ہیں تو (اللہ کو کوئی پروا نہیں ہے، اس لیے کہ) تمھارے رب کے مقرب فرشتے اس کی دن رات تسبیح کر رہے ہیں اور اس سے نہیں تھکتے۔

اے انسان! تجھے ہر مخلوق سے برتر پیدا کیا گیا ہے۔ تیری عظمت کو کون پا سکتا ہے؟ خدا کی مخلوق کو خدا مان کر اپنی عظمت کو داغ دار نہ کر۔ اس میں تیری ذلت اور توہین ہے، اس لیے کہ تو اس سے بہت بلند ہے۔

## کاہنوں اور پروہتوں کی غلامی

تاریخ بتاتی ہے کہ انسان نے اپنے جیسے انسانوں کو بھی خدائی کے مقام پر بٹھایا اور مختلف شکلوں میں ان کی اطاعت کی۔ کبھی تو کچھ انسانوں نے اس کے سامنے اپنے آپ کو نجومیوں، کاہنوں، پروہتوں اور پجاریوں کی شکل میں پیش کیا اور اس نے ان کی یہ حیثیت اس طرح تسلیم کرلی گویا وہ ہر ثبوت سے بے نیاز ہے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اس کے ان بے شمار خداؤں کے ترجمان ہیں جو زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس نے ان کے اس دعوے کی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی اور اس کو پوری عقیدت کے ساتھ مان لیا۔ اس نے ان سے اپنی مشکلوں میں راہ نمائی چاہی، ان سے اپنے خداؤں کو خوش کرنے کے طریقے سیکھے، پوجا اور پرستش، نذر و نیاز اور قربانی کے آداب دریافت کیے، اپنا ماضی پوچھا اور مستقبل دریافت کیا اور کامیابی و ناکامی کے غیبی گُر معلوم کیے۔ اس کے جواب میں انھوں نے جو کچھ کہا اس کو حقیقت کا اظہار سمجھا، جو حکم دیا اس کو اپنے خداؤں کا حکم تصور کیا اور جس چیز سے منع کیا اسے اپنے خداؤں کی طرف سے ممنوع خیال کیا۔ انھوں نے جن اوہام و خرافات کی تعلیم دی ان کو بے چوں و چرا قبول کرلیا اور جن بندشوں میں جکڑنا چاہا، ان میں بہ خوشی جکڑ لیا۔ اس طرح ان کو اپنی جان و مال پر تصرف کا پورا پورا حق دے دیا، حالاں کہ یہ حق صرف خدائے تعالیٰ کو حاصل ہونا چاہیے تھا۔ قرآن مجید نے اس اندھی روش کے نتائج سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا کہ تمھارے یہ راہ نما تمھیں راستے سے بھٹکا رہے ہیں۔ اگر تم نے ان گم راہ کرنے والوں سے رہائی نہ حاصل کی اور ان کی اطاعت اور غلامی سے نکل کر خدا کی اطاعت کی طرف نہ پلٹے تو وہ

دن بہت دور نہیں ہے جب کہ تمھیں اپنے انجامِ بد کا لازماً سامنا کرنا پڑے گا۔ اس دن تم پچھتاؤ گے اور بہت پچھتاؤ گے اور ان شیاطینِ جن و انس کو اپنے قدموں سے روند دینا چاہو گے جنھوں نے تمھیں گم راہ کیا، لیکن اس وقت تمھارا غم و غصہ بے سود ہوگا اور تم اپنے جرم کی سزا پا کر رہو گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ○ (حٰمٓ السجدة:۲۹)

جن لوگوں نے کفر کیا وہ (قیامت کے روز) کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں ان جنوں اور انسانوں کو دکھا جنھوں نے ہمیں گم راہ کیا۔ ہم ان کو اپنے قدموں سے روند کر رکھ دیں تا کہ وہ ذلیل اور پست ہو جائیں۔

## سیاسی غلامی

انسان نے انسان کی غلامی صرف مذہبی میدان ہی میں نہیں کی بلکہ سیاسی میدان میں بھی اس کو غلام بنانے والوں نے غلام بنایا۔ دنیا نے اس قسم کے فرعون بہت دیکھے ہیں، جنھوں نے حکومت و ریاست اور دولت و ثروت پا کر اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا اور دوسروں کو اپنا بندہ اور محکوم سمجھ بیٹھے۔ ان کے اس جھوٹے دعوے کو تسلیم کرنے والوں نے تسلیم بھی کیا اور بندے اور غلام بن کر ان کے ذوقِ خدائی کو شہ بھی دیتے رہے، لیکن اس کے نتیجے میں سوائے دنیا اور آخرت کی بربادی کے اور کچھ نہیں حاصل کر سکے۔

فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ج وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ○ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ط وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ○ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ○ (هود:۹۷-۹۹)

انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالاں کہ فرعون کا حکم درست نہیں تھا۔ قیامت کے دن وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا اور اس کو جہنم تک پہنچائے گا۔ یہ بہت ہی بری گھاٹ ہے جہاں انھیں پہنچایا گیا ہے۔ اس دنیا میں بھی ان پر لعنت کی گئی اور قیامت میں بھی لعنت کی جائے گی۔ بہت بری بخشش ہے جو ان کو دی گئی۔

اس دنیا میں ایسے انسانوں کی بھی کمی نہیں رہی ہے جنھوں نے کسی فرعون کو خدا تو نہیں سمجھا، بعض اوقات اس کی فرماں روائی کو بوجھ بھی خیال کرتے رہے لیکن اس کی اس طرح اطاعت کی جس طرح خدا کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اس کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھا اور اس کی رضا جوئی اور خوش نودی کے لیے اپنی ساری قوتیں صرف کردیں۔ حالاں کہ یہ ایک حقیقت ہے، لیکن بہت کم لوگ اس حقیقت کو محسوس کر پاتے ہیں کہ خدا کے ایک اقتدار کے سوا ہر اقتدار انسان کا استحصال کرتا ہے اور بری طرح کرتا ہے۔ وہ خدا کی اطاعت سے منہ پھیر کر جس کسی کو بھی اپنا مطاع بناتا ہے وہ اسے محض اپنے فائدے کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اس کی ساری قوتیں اور صلاحیتیں خود اس کے اپنے کام نہیں آتیں بلکہ اس کے کام آتی ہیں، جس کی وہ اطاعت کر رہا ہے۔ اس دنیا میں چاہے اس کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن جب سانس کی آمد و رفت کا سلسلہ رک جائے گا اور یہاں کے ایک ایک عمل کے فیصلہ کا دن طلوع ہوگا تو اس کو معلوم ہوگا کہ وہ خالی ہاتھ ہے اور زندگی بھر کی غلامی کا صلہ اس کو کچھ نہیں ملا ہے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ○ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

(الاحزاب:۶۶-۶۸)

جس دن کہ ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، وہ کہیں گے کہ اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی ہوتی! وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی بات مانی، انھوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکا دیا، اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔

تاریخ میں اس قسم کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے دنیوی اقتدار اور جاہ و حشمت پا کر خدائی کا دعویٰ تو نہیں کیا، بلکہ بعض اوقات خدا کو مانتے بھی رہے لیکن دوسرے کے ساتھ اس طرح معاملہ کیا جیسے وہ ان کے حاکمِ مطلق اور مالکِ کل ہیں

اور ان کے کسی بھی ظلم و ستم کی کہیں کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ انھوں نے ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کیا، ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کو پامال کرتے رہے اور خدا کی زمین کو فتنہ وفساد سے بھر دیا۔ حالاں کہ خدائے تعالیٰ کا حکم تھا:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝ (البقرة:٦٠)

اللہ نے جو روزی دی ہے، اس میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ ان ظالموں کے اس رویے پر صدائے احتجاج بہت کم سنی گئی اور انسانوں کی بڑی تعداد نے ان کے جھوٹے اقتدار کو تسلیم کرلیا اور اس ذلت اور پستی کو خوشی ناخوشی برداشت کیا کہ ان کے تابع فرمان بن کر زندگی گزارے۔ بہت سے انسانوں نے ان کی فرماں روائی اس لیے قبول کرلی کہ ان کے عذاب کا نشانہ بننے سے بچے رہیں اور ان کے الطاف وعنایات کے حق دار قرار پائیں۔ حتیٰ کہ وہ افراد بھی جن کی غیر معمولی صلاحیتوں اور قوتوں کا دنیا کو اعتراف رہا ہے، ان کی خدمت اور اطاعت کو سعادت سمجھ کر اپنی پوری قوت ان کے جبر و استبداد اور ظلم و ستم کو پھیلانے اور مضبوط بنانے میں صرف کرتے رہے۔ ان کی سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہ رہی کہ فرماں روائی کے مقام تک اگر وہ نہیں پہنچ سکے ہیں تو کم از کم ان فرماں رواؤں سے قریب ہی پہنچ جائیں۔ اس کے لیے انھوں نے ہر وہ طریقہ اختیار کیا جو ممکن تھا اور ہر اس تدبیر پر عمل کیا جو ان کے بس میں تھی، خواہ وہ صحیح ہو یا غلط، حق ہو یا باطل۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو بھول گئے جو اس کے نیک بندوں کے ذریعہ ہمیشہ ان تک پہنچتی رہی۔

وَ لاَ تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلاَ يُصْلِحُوْنَ۝ (الشعراء:۱۵۱-۱۵۲)

حد سے بڑھ جانے والوں کا حکم نہ مانو جو کہ زمین میں فساد تو کرتے ہیں لیکن اصلاح نہیں کرتے۔

## قوم و نسل اور وطن کی غلامی

موجودہ دور نے رئیسوں اور بادشاہوں اور بڑے بڑے اصحابِ حشمت کے خلاف تو بغاوت کردی لیکن قوم و نسل او رملک و وطن کو خدائی کے مقام پر بٹھا دیا اور بادشاہوں اور رئیسوں کی اطاعت کی جگہ قوم و ملک کی غلامی میں لگ گیا۔ حالاں کہ جس طرح بے شمار انسانوں پر ایک انسان کی آقائی اور سرداری غلط ہے اسی طرح ایک شخص پر بہت سے انسانوں کی آقائی کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کوئی غلط کام اس لیے کارِثواب بن جائے کہ پوری جماعت مل کر اسے انجام دے رہی ہے تو بہت سے غلط کام نہ صرف یہ کہ درست قرار پائیں گے بلکہ جس غلط کام کے پیچھے جتنی بڑی جماعت ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ صحیح اور برحق قرار پائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے ہر انسان کے لیے فردِ واحد کی غلامی بھی نا جائز ہے اور قوم و ملک کی غلامی بھی۔ ان میں سے کسی کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے، جو افراد اور قومیں انسان کو خدا کی اطاعت سے پھیر کر اپنی خواہشات کے مطابق چلانا چاہتی ہیں وہ خود بھی راہِ راست سے بھٹکی ہوئی ہیں اور دوسروں کو بھی بھٹکا رہی ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن کی ہدایت ہے:

| | |
|---|---|
| وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝ع (المائدۃ:۷۷) | ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے خود بھی گم راہ ہوئے اور دوسرے بہت سے لوگوں کو بھی گم راہ کیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ |

افسوس کہ انسان خدا کی غلامی سے نکل کر بڑی آسانی سے اپنے جیسے انسانوں کی غلامی میں چلا جاتا ہے حالاں کہ اس کو صرف خدا کی غلامی کرنی چاہیے، اس لیے کہ وہی اس قابل ہے کہ انسان اس کو اپنا معبود اور حاکم تسلیم کرے۔ زندگی بھر اس کی اطاعت و فرماں برداری میں لگا رہے اور اس کے اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ○ (الحج:٦٢)

یہ اس لیے کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے اور اس کے سوا جس کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ ہی سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

## نفس کی غلامی

انسان کے لیے سخت سے سخت اور جابر سے جابر حکم راں کی قیدِ غلامی سے رہا ہونا شاید آسان ہے، لیکن اپنے نفس کی غلامی کی زنجیریں توڑنا آسان نہیں ہے۔ دوسروں کی غلامی کو وہ بسا اوقات نفرت اور حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیتا ہے، لیکن اپنے نفس اور اس کی خواہشات کی غلامی کا طوق اس خوشی سے پہن لیتا ہے جیسے وہ اسی کے لیے پیدا ہوا ہے۔ غیروں کی فرماں روائی پر کبھی وہ احتجاج بھی کرتا ہے، لیکن اپنے نفس کی فرماں روائی کو پوری سعادت مندی کے ساتھ قبول کرلیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی آواز اس کی زبان سے نہیں نکلتی۔ نفس کی غلامی اس کو اتنی عزیز ہوتی ہے کہ اس سے نکلنے کا وہ تصور بھی کرنا نہیں چاہتا اور اس میں جس قدر گرفتار ہوتا ہے اسے اپنا عروج و ترقی اور کمال سمجھنے لگتا ہے۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ نفس کی غلامی انسان کو انسان باقی رہنے نہیں دیتی اور اس کو اپنے مزاج اور فکر و عمل کے لحاظ سے حیوانوں کی سطح پر پہنچا دیتی ہے۔ ایک حیوان کی طرح اس کے نزدیک اپنی مادی ضروریات سے زیادہ اہم کوئی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ ان ضروریات کے سوا کسی دوسری ضرورت کا احساس بھی مشکل ہی سے کرپاتا ہے۔ اس میں اور دوسرے حیوانوں میں یہ فرق تو آپ دیکھیں گے کہ اس کی ضروریات کی فہرست ان کی ضروریات سے زیادہ طویل ہوتی ہے اور وہ ان کو زیادہ بہتر اور زیادہ شائستہ طریقہ سے پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، لیکن دونوں کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں محسوس کریں گے۔ وہ آپ کو ایک سی معلوم ہوں گی۔ ایک حیوان کو اپنے بقا و تحفظ اور آسائش و راحت کے سوا کسی دوسری چیز سے دلچسپی نہیں ہوتی اور اپنے مادی تقاضوں

کی تکمیل اور جنسی خواہشات کی تکمیل سے بلند تر کوئی نصب العین اس کے پیش نظر نہیں ہوتا، ٹھیک یہی رویہ ایک مادہ پسند انسان کا ہوتا ہے۔ مادی مفادات اس کے دل و دماغ پر اس قدر چھائے رہتے ہیں کہ وہ ان سے ہٹ کر کسی دوسرے موضوع پر غور وفکر بھی کرنا نہیں چاہتا۔ وہ کسی چیز کی قدر و قیمت اسی وقت محسوس کر پاتا ہے جب کہ اس میں کوئی مادی فائدہ دیکھے اور جو چیز مادی افادیت سے خالی ہو اس کی اہمیت کا سمجھنا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک حق و ناحق کا پیمانہ محض مادی مفادات ہوتے ہیں۔ وہ ان راستوں کی طرف تو بے تحاشہ لپکتا اور دوڑتا ہے جو ان مفادات تک پہنچاتے ہوں، لیکن ایسے کسی راستے کی طرف اس کے قدم نہیں بڑھتے، جس میں اس کو کسی مادی فائدے کی توقع نہ ہو یا اس سے کسی مادی فائدے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ اپنے مفادات کی خاطر ہر بندش کو توڑنا اور ہر قانون کو پامال کرنا اس کے لیے آسان ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ دوسروں کے مفادات کو نظر انداز کر سکتا اور انھیں نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ اس کو کسی ضابطہ اور قانون کا پابند بنانا شاید دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کی مادی ضرورتوں سے نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کی اہمیت کم کی جا سکتی ہے، لیکن اس کے ساتھ اس کے روحانی اور اخلاقی تقاضوں کا انکار بھی صحیح نہ ہوگا۔ غذا، لباس، مکان، جنسی تسکین اور مادی آسائش و راحت اس کی مادی ضرورتیں ہیں تو اس کی روح کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو پہچانے، اس کے سامنے سرنگوں ہو، اس کی عبادت و طاعت کرے اور اس کے احکام بجا لائے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی کہ انسان روح کے ان تقاضوں کو تو فراموش کر دے اور مادی ضرورتوں ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے۔ جب کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے اخلاقی اور روحانی تقاضے اس کے مادی تقاضوں سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی اہمیت کو نظر انداز کر کے اور ان کو تشنۂ تکمیل چھوڑ کر انسان اتنا بڑا نقصان اٹھاتا ہے کہ اس سے بڑے نقصان کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَ رُسُلِيْ هُزُوًا ۝

(الکھف: ۱۰۳-۱۰۶)

ان سے پوچھو کہ کیا ہم تمھیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتائیں جو اپنے اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوشش اسی دنیا میں گم ہوکر رہ گئی اور وہ اس خیال میں گرفتار رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس سے ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سارے اعمال برباد گئے۔ پس قیامت کے دن ہم ان کو کوئی وزن نہیں دیں گے۔ یہ ہے ان کا بدلہ (یعنی) جہنم۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو مذاق بنالیا۔

قرآن مجید بار بار اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ اس دنیا سے آگے ایک اور دنیا بھی ہے، جس کا دکھ اور سکھ یہاں کے دکھ اور سکھ سے اور جس کی آسائش و تکلیف یہاں کی آسائش و تکلیف سے فزوں تر ہے۔ خوشی اور غم کی ہر کیفیت یہاں بہت جلد ختم ہو جاتی ہے، لیکن وہاں کی مسرت اور خوشی بھی لازوال اور وہاں کا غم و اندوہ بھی دائمی ہے۔ قرآن مجید کو اپنے مخالفین سے یہی شکایت ہے کہ وہ اس دنیا کو اور اس کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کو دیکھتے ہیں، لیکن اس حقیقی اور ازلی دنیا سے بے خبر ہیں، جس کا آنا اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ موجودہ دنیا کا وجود یقینی ہے۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

(الروم: ۷)

وہ حیات دنیا کے ظاہر کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں۔

اس دنیا میں شاید کسی شخص کی ساری خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔ لیکن ان

خواہشات کی تکمیل ہی اگر مقصودِ حیات بن جائے تو انسان اسی آرزو میں جیتا ہے کہ اس کی کوئی ایک خواہش بھی پوری ہونے سے نہ رہ جائے اور جب اس کو مواقع ملتے ہیں تو ہر ممکن طریقے سے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لیے بعض اوقات اس کو ایسی گھناؤنی اور ناپسندیدہ صورتیں اختیار کرنے میں بھی تأمل نہیں ہوتا، جن کا ایک شریف آدمی مشکل ہی سے تصور کرسکتا ہے۔ اپنے جذبات کی آسودگی اس کے نزدیک وہ آخری منزل ہوتی ہے جہاں وہ پہنچنا چاہتا ہے۔ وہ اس کو بہت بڑی کامیابی تصور کرتا ہے کہ اس کے کسی حیوانی جذبے کو تھوڑی دیر ہی کے لیے صحیح سکون مل جائے۔ لیکن ایسی ہر کامیابی کے بعد اس سے یہ توقع کم سے کم تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف پلٹے گا اور اس کے احکام کا پابند ہوگا۔ جب یہ کامیابیاں پے درپے اس کو حاصل ہونے لگتی ہیں اور اس کے چاروں طرف عیش وعشرت کی فضا چھا جاتی ہے تو یہ حقیقت اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور اس کی بندگی کے سوا کوئی دوسرا راستہ اس کے لیے صحیح نہیں ہے۔

| | |
|---|---|
| وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَآ اُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ○ (ھود:۱۱۶) | جن لوگوں نے ظلم کی روش اختیار کی وہ اس سامانِ عیش کے پیچھے پڑے رہے جو فراوانی کے ساتھ ان کو دیا گیا تھا۔ |

مادّہ پرست انسان چاہتا ہے کہ اس دنیا کی لذتوں میں ڈوب جائے اور کبھی اس سے نہ نکلے۔ اس کو ایسی زندگی کی تلاش ہوتی ہے، جہاں اس کی حیوانی خواہشات مسلسل پوری ہوتی رہیں اور بغیر کسی رکاوٹ کے ہوتی رہیں۔ وہ ہوا و ہوس کا بندہ بن کر اسی کے گرد چکر کاٹتا رہتا ہے۔ قرآن کے نزدیک اس طرح کی زندگی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جنت ان لوگوں کو ملے گی جو اپنی خواہشات پر قابو رکھیں اور اس احساس کے ساتھ زندگی گزاریں کہ ایک دن انھیں خدا کے حضور کھڑے ہوکر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰیۙ وَ اٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَاۙ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰیؕ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰیۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰیؕ (النازعات:۳۷-۴۱)

پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے لیکن جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکے رکھا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔

## مادّہ کی حکم رانی

آج کا ذہن مادہ اور اس کی قوت سے اس قدر مرعوب ہے کہ اس کے لیے کسی غیر مادی ہستی کا تصور ہی دشوار ہو رہا ہے۔ مادہ ہی اس کے نزدیک اس کائنات کا خالق ہے اور اسی کے زور سے یہ کائنات چل رہی ہے، حالاں کہ جو مادہ خود اپنے وجود میں خدا کا محتاج ہے دوسرے کو وجود کیا دے سکتا ہے؟ جس کے اندر خود جینے کی صلاحیت نہیں وہ دوسرے کو زندگی کیا عطا کر سکتا ہے؟ جو خود حرکت نہیں کر سکتا وہ دوسرے کو حرکت میں کیسے لا سکتا ہے؟ انسان کی یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ خود تو زندگی اور شعور کی دولت رکھتا ہے اور بے شعور و بے حیات مادہ کو خدائی کا مقام دے کر اس کے گن گا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا کے عقیدہ سے محروم ہونے کے بعد انسان کو کوئی چیز پستی سے نہیں بچا سکتی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَاؕ (الاعراف:۱۹۴-۱۹۵)

جنھیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ بھی تمھاری ہی طرح بندے ہیں، پس تم ان کو پکار کر دیکھو۔ اگر تم ان کے بارے میں اپنے دعوی میں سچے ہو تو ان کو تمھاری پکار کا جواب دینا چاہیے۔ (بتاؤ) کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں، یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں، جن سے وہ سنیں؟

## کائنات تردید کرتی ہے

اس کائنات کے بارے میں غلط ترین بات جو کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اور وہ بغیر کسی غرض و غایت کے چل رہی ہے، لیکن اس غلط بات کو ماننے پر ہم مجبور ہیں اگر مادے کو اس کائنات کا خالق مان لیں۔ کیوں کہ مقصد متعین کرنا کسی باشعور ہستی کا کام ہے اور جب مادہ شعور ہی سے خالی ہے تو وہ مقصد متعین نہیں کرسکتا۔ مادہ کا عمل غیر ارادی ہوتا ہے اور اس عمل کے نتیجے میں جو بھی واقعہ وجود میں آتا ہے وہ مادہ کے قصد و ارادہ کے بغیر وجود میں آتا ہے۔ مادہ ایک بے شعور طاقت ہے۔ وہ شعورِ ذات سے بھی محروم ہے تو کسی دوسری چیز کا احساس کیا کرسکتا ہے؟ مادہ کائنات کا خالق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات کو کسی قصد و ارادہ کے تحت نہیں پیدا کیا گیا ہے، بلکہ وہ آپ سے آپ وجود میں آ گئی ہے۔ یہ ایسا نرالا کارخانہ ہے، جس کا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ وہ بغیر کسی مقصد کے اپنا کام انجام دے رہا ہے۔ خدا کے انکار کے بعد ــــ جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے ــــ کائنات اپنی معنویت کھودیتی ہے اور اس کا کوئی مقصد نہیں رہ جاتا۔ خدا نہیں ہے تو ہر چیز بے مقصد اور باطل ہے کیوں کہ وہ سرچشمہ ہی نہیں ہے جس سے کسی چیز میں مقصدیت پیدا ہوتی ہے۔ خدا کا منکر قرآن کے نزدیک کائنات میں حق کے وجود کا منکر ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًاؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِؕ۝

(صٓ:۲۷)

ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان ساری چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں بے مقصد نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو خدا کے منکر ہیں۔ پس تباہی ہے خدا کا انکار کرنے والوں کے لیے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

## کائنات خدا کے قانون کے تابع ہے

اگر آپ اس مہمل بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ کائنات مقصدیت سے خالی ہے تو وہ کون سا مقصد ہے، جس کے لیے یہ مصروف عمل ہے؟ اس سوال کا ایک ہی جواب ممکن ہے وہ یہ کہ کائنات کو جس خدا نے پیدا کیا اس کی غلامی اس کا مقصد ہے۔ کیوں کہ مخلوق کا مقصد خالق کی غلامی کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ جواب عین قرآن کا جواب ہے۔ وہ اس کے ثبوت میں پوری کائنات کو پیش کرتا ہے کہ دیکھو کائنات اپنے خالق کے احکام کی کس طرح پابند ہے۔ اس کو جس کام پر لگا دیا گیا ہے اسی پر لگی ہوئی ہے۔ کائنات کا ایک ایک ذرہ اس کے قوانین میں بندھا ہوا ہے۔ کوئی واقعہ اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ (الروم:۲۶)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اسی کی ملک ہیں۔ ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہے۔

جب کائنات خدا کے حکم کے تابع ہے اور اس کی غلامی سے منہ نہیں موڑتی تو انسان کو بھی خدا ہی کا غلام ہونا چاہیے۔ یہ کائنات جس طرح خدا کے سامنے جھکی ہوئی ہے اسی طرح اس کو بھی خدا کے سامنے جھک جانا چاہیے۔ اگر انسان اس کے لیے تیار نہیں ہے تو وہ جو بھی روش اختیار کرے گا وہ کائنات کی روش سے ہم آہنگ نہ ہوگی اور اس کا راستہ اس راستہ سے مختلف ہوگا، جس راستہ پر یہ وسیع وعریض کائنات چل رہی ہے۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (آلِ عمران:۸۳)

کیا اللہ کے دین کے سوا یہ کوئی دوسرا دین ڈھونڈتے ہیں حالاں کہ اسی کے سامنے جھک چکی ہیں وہ ساری چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے یا جبراً اور اسی کی طرف یہ سب لوٹائے جائیں گے۔

# انسان آزاد بھی ہے اور پابند بھی

انسان کی زندگی میں آزادی ہے۔ اس کو کسی خاص طریقہ کا پابند نہیں بنایا گیا ہے بلکہ جو طریقہ مطلوب ہے اس کے خلاف عمل کی اس کے اندر قوت ہے۔ لیکن یہ آزادی انسان کو ایک محدود دائرہ میں حاصل ہے۔ اس محدود دائرہ سے باہر کائنات میں پھیلے ہوئے قوانین اس کی ذات پر حکومت کرتے ہیں۔ اس کا وجود اجزاءِ کائنات سے ترکیب پاتا ہے، کائنات کی گردش اس کو بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے تک کے مختلف مراحل سے گزارتی ہے، اس کی موت و حیات کائنات میں کارفرما قوانین سے آزاد نہیں ہے۔ یہ صورت حال بتاتی ہے کہ انسان کی آزاد زندگی کو اس اقتدارِ اعلیٰ کے تابع ہونا چاہیے جو پوری کائنات پر قائم ہے۔ کیوں کہ وہ اس کائنات کا ایک جزء ہے۔ جزء کا عمل کل کے عمل سے مختلف ہو تو وہ اپنا صحیح کردار ادا نہیں کرسکتا۔ انسان آزادی کو چھوڑ دے اور خدا کا غلام بن جائے تو وہ کائنات کا ایک ایسا جزء ہے جو اپنے کل سے پوری طرح جڑا ہوا ہے لیکن اگر وہ خدا کی غلامی سے انکار کرتا ہے تو کائنات کے پورے نظام سے کٹ جاتا ہے اور جو چیز نظام کائنات سے کٹ جائے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی کیوں کہ یہاں بقا اور کامیابی اُسی چیز کے لیے ہے جس کی رفتار کائنات کی رفتار سے مل کر بالکل ایک ہو جائے۔

| | |
|---|---|
| وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ○ (آل عمران:۸۵) | اور جو شخص اسلام (اللہ کی اطاعت) کے سوا کوئی دوسرا دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہوگا۔ |

انسان کو زندگی کے جس حصہ میں آزادی ملی ہے افسوس کہ وہ اسے اپنی بدعملیوں سے ناپاک کر رہا ہے اور اس کو اس کا احساس تک نہیں ہے۔ اگر اس کی شکل وصورت مسخ ہوجائے تو اس پر موت کی اداسی چھا جائے لیکن اس کی سیرت مسلسل مسخ ہو رہی ہے اور

اس کی زندگی سے انسانیت کا جوہر ختم ہو رہا ہے، لیکن اسے اس کا کوئی غم نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان اپنا صحیح مقام چھوڑ چکا ہے اور انتہائی بھیانک انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ خدا سے بغاوت نے اس کو منزل سے بھٹکا دیا ہے اور وہ حقیقت سے بہت دور جا پڑا ہے۔ وہ ایک گم کردہ راہ مسافر ہے، جس کے سامنے موت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ معصیت کی وجہ سے اس کی زندگی فتنہ وفساد سے بھر گئی ہے اور وہ سکون اور چین سے محروم ہے۔

## انسان کی صحیح حیثیت

اس کائنات میں انسان کی صحیح ترین حیثیت یہ ہے کہ وہ خدا کا غلام ہے، اس لیے اس کو غلام ہی ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ یہاں اس کی کوئی دوسری حیثیت ہو ہی نہیں سکتی۔ خدا نے انسان کو آزادی اس لیے دی ہے کہ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب تک پہنچ سکے اور اس کی ترقی کسی ایک حد پر رُک نہ جائے۔ اس آزادی کے استعمال کے لیے اس نے حدود وضوابط مقرر کر دیے ہیں تا کہ وہ بھٹک نہ جائے۔ انسان اپنی نادانی سے ان حدود کی پابندی میں اپنے لیے حرج اور تنگی محسوس کرتا ہے، حالاں کہ یہ اس کی ترقی کا زینہ ہیں۔ ان حدود کی پابندی سے اس کی شخصیت اسی طرح ابھرتی اور نشو ونما پاتی ہے، جس طرح زمین سے چمٹا ہوا درخت ابھرتا اور نشو ونما پاتا ہے۔ اس سے اس کی خوبیاں نکھرتی اور جلا پاتی ہیں، اس کے عزائم اور حوصلے بلند ہوتے ہیں، اس پر ترقی کی راہیں کھلتی ہیں اور وہ کمال کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ان حدود کے ذریعہ انسان کو کوئی سزا دینا یا مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتا لیکن نادان انسان ان کو عذاب سے کم نہیں سمجھتا۔

| | |
|---|---|
| مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○ (المائدۃ:٦) | اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت کو تم پر مکمل کردے، تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ |

خدا کی غلامی انسان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ انسان کے لیے سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اس کی پیشانی خدا کے سامنے جھک جائے اور وہ اس کا بندہ بن کر رہے۔ اس سے اس کا وقار بلند ہوتا ہے اور اس کو عظمت اور بلندی نصیب ہوتی ہے۔ خدا کی غلامی انسان کی معراج ہے اور خدا سے بغاوت اس کو بلندی سے پستی میں پھینک دیتی ہے۔ کائنات کی ہر چیز اپنا ایک مقصدِ وجود رکھتی ہے اور اپنے دائرہ عمل میں اس مقصد کو پورا کر رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح انسان خدا کی غلامی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ اس کا مقصدِ حیات ہے۔ اگر وہ اس مقصد سے پھر جائے تو اس کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں۔ خدا کی غلامی سے انکار کے بعد انسان کی اصل حیثیت بدل جاتی ہے اور کسی چیز کی حیثیت کا بدل جانا اس کی موت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ط وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ط وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ السجدة (الحج:۱۸)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور بہت سے انسان بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے انسان ایسے ہیں جن پر خدا کا عذاب ثابت ہو چکا ہے اور (واقعہ یہ ہے کہ) جس کو اللہ پستی میں ڈال دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا سے باغی انسان اپنے نفع و نقصان اور بھلے برے کا فیصلہ خود سے کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے نفس کی غلامی میں فائدہ دیکھتا ہے تو اس کا غلام بن جاتا ہے اور جب دوسروں کی خواہشات کی پیروی، اس کو مفید معلوم ہوتی ہے تو اپنے ہی ہاتھوں سے ان کی غلامی کے طوق و سلاسل پہن لیتا ہے، حالاں کہ وہ اس بارے میں کسی بھی فیصلے کا حق نہیں رکھتا۔ کیوں کہ وہ خود مختار اور آزاد نہیں ہے۔ وہ اس زمین پر اپنی

مرضی سے نہیں آیا ہے، بلکہ خدا نے اپنی مرضی سے اس کو پیدا کیا ہے۔ اس کی ذات کے اندر اور باہر جو کچھ ہے سب خدا کا ہے۔ جس زبان سے وہ بولتا ہے، جن آنکھوں سے وہ دیکھتا ہے، جن کانوں سے وہ سنتا ہے، جن ہاتھوں سے وہ پکڑتا اور چیزوں کو قابو میں لاتا ہے اور جن پیروں سے وہ چلتا ہے، ان میں سے کسی بھی چیز کا وہ مالک نہیں ہے، بلکہ ہر چیز خدا نے اس کو دی ہے۔ پھر کیسے اس کو یہ حق حاصل ہوگیا کہ وہ آزادی کا دعویٰ کرے؟ یہ نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہونا چاہیے کہ جو خدا اس کا خالق و مالک ہے اور جس کی طرف سے اس کو ساری نعمتیں مل رہی ہیں اس کا تو اس پر کوئی اقتدار نہ ہو اور وہ اپنی مرضی کا آپ مالک بن جائے۔

## عقل کا فیصلہ

عقل کا صریح تقاضا ہے کہ انسان پر اسی ذات کا حکم چلنا چاہیے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور جس کی نعمتوں میں وہ جی رہا ہے اور جس کا ہر معاملے میں وہ محتاج ہے۔ دنیا کا کوئی بھی فرد یا ادارہ جس شخص پر اپنا روپیہ پیسہ صرف کرتا اور اس کے کھانے پینے کا تھوڑا بہت انتظام کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس کے اوقات کا مالک سمجھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کا ملازم اس کے اور صرف اس کے احکام بجا لائے اور اپنی من مانی نہ کرے۔ اس کے اس مطالبے کو ناروا اور غلط نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے اس کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی ملازم اپنے مالک کے حکم سے سرتابی کرے اور اپنے لیے خودمختاری اور آزادی کا دعویٰ کرے تو اس کے اس رویے کی تائید نہیں کی جاتی۔

جب ایک ملازم کے لیے معقول روش یہی ہے کہ وہ اپنے مالک کا حکم مانے اور اس کی اطاعت کرے، اس کے علاوہ کوئی دوسری روش اس کے لیے صحیح نہیں ہے تو سوچیے خدائے تعالیٰ کی نافرمانی انسان کے لیے کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ جب کہ اس نے اس کی تمام حقیقی ضرورتوں کی تکمیل کی اور اس کو اس قابل بنایا کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے

زمین پر چل پھر سکے۔ انسان اپنی ذات کا مالک نہیں ہے۔ اس لیے اس کو اپنے آپ پر تصرف کا کوئی حق بھی نہیں ہے۔ اگر وہ خدا کے بجائے کسی انسان کی یا اپنے نفس کی غلامی کرتا ہے تو اتنے بڑے ظلم کا ارتکاب کرتا ہے جسے دنیا کی کسی بھی عدالت کو معاف نہیں کرنا چاہیے، لیکن جب ہر طرف ظلم ہو رہا ہو تو انصاف کون کرے؟

وَ اٰتٰـکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ ؕ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ ﴿ع﴾

(ابراہیم:۳۴)

اور اس نے تم کو وہ سب کچھ دیا جو تم نے مانگا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ظالم اور ناشکرا ہے۔

## تاریخ بتاتی ہے

اس دور میں جدھر دیکھیے یہ ظلم اتنے بڑے اور وسیع پیمانے پر ہو رہا ہے کہ اس کے ظلم ہونے کا احساس تک باقی نہیں ہے، بلکہ آج کا انسان اس ظلم و ناسپاسی پر نازاں ہے اور اس کو اپنی معراج سمجھتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جس راہ کو اس نے پسند کیا ہے وہ ہمیشہ تباہی اور بربادی لاتی رہی ہے، لیکن تاریخ کے اس تجربے کے ساتھ وہ جنگ کر رہا ہے۔ قرآن مجید نے مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے کہ جن قوموں نے اللہ کی اطاعت سے منہ موڑا اور اس کے نافرمانوں اور باغیوں کے اشاروں پر زندگی گزاری وہ پیوندِ خاک ہو گئیں اور آخرت میں اس سے زیادہ سخت عذاب کی مستحق ہوں گی۔ قومِ عاد اس کی ایک مثال ہے۔

وَ تِلۡکَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ عَصَوۡا رُسُلَہٗ وَ اتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ ﴿۵۹﴾ وَ اُتۡبِعُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا لَعۡنَۃً وَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ

اور یہ قوم عاد ہے جس نے اپنے رب کی نشانیوں کا انکار کیا اور اپنے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش اور جھگڑالو کے حکم کی پیروی کی۔ اس دنیا میں بھی ان پر لعنت کی گئی اور قیامت کے دن بھی ان پر لعنت

عَادًا کَفَرُوْا رَبَّھُمْ ط اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ ھُوْدٍ ع ○ (ھود:۵۹-۶۰)

کی جائے گی۔ سن لو، قوم عاد نے اپنے رب کا انکار کیا۔ سن لو، لعنت ہے عاد پر جو ہود کی قوم تھی۔

## اللہ کے دین کی مکمل اطاعت

انسان کی صحیح حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تابع اور محکوم ہے۔ اسے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کی اطاعت کرنی چاہیے۔ جب وہ اس کی اطاعت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی اطاعت کرتا ہے تو اپنی اس حیثیت کو ختم کر دیتا ہے اور غلط رخ پر چل پڑتا ہے۔ قرآن اس کی اس حیثیت کو یاد دلاتا ہے:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ○ (الاعراف:۳)

پیروی کرو اس ہدایت کی جو تمھاری طرف تمھارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ اس کے سوا دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو لیکن بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اس دنیا میں انسان نے زندگی کے بہت سارے راستے ڈھونڈ نکالے ہیں اور مختلف دین اور طریقہ ہائے حیات اختیار کر لیے ہیں، حالاں کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہی دین حق ہے۔ اس لیے کہ وہی حقیقی معنی میں انسان کا آقا اور سرپرست ہے۔ اس کے سوا انسان کے خود ساختہ سرپرستوں نے جتنے بھی دین وضع کیے ہیں، ان میں سے کسی کی بھی اتباع اس کے لیے صحیح نہیں ہے۔

انسان کو یہ حق بھی ہرگز حاصل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو جو دین ملا ہے، اس کی کچھ ہدایات کو اتباع اور پیروی کے لیے منتخب کر لے اور کچھ کو غیر ضروری اور ناقابل عمل سمجھ کر رد کر دے، بلکہ اس کو اللہ کے ایک ایک حکم کے سامنے سر جھکانا ہوگا اور اس کی طرف سے "جو کچھ نازل ہوا ہے" اس کی ٹھیک اسی طرح پیروی

کرنی ہوگی، جس طرح پیروی کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت قرآن نے ایک جگہ اس طرح کی ہے:

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ج لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ ج وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (الانعام:۱۰۶)

اس ہدایت کی پیروی کرو جس کی وحی تم پر کی گئی ہے (کیوں کہ) سوائے اس کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

یہ اس پورے دین کی اطاعت کا مطالبہ ہے جو اللہ نے وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ انسان کا وہی ایک معبود ہے اور معبود ہی کے احکام کی پیروی کی جانی چاہیے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق ہی نہیں ہے، اس لیے اس کی عبادت بھی صحیح نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ دین اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے اور پوری زندگی پر حاوی ہے۔ اس کی رہنمائی کسی ایک گوشے تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ ہر نشیب و فراز میں ہمیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اس کی تعلیمات نے حق و باطل اور صواب و ناصواب کو ایک دوسرے سے بالکل الگ کرکے رکھ دیا ہے۔ شب و روز انسان بے شمار مسائل حیات سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ ان سب کے بارے میں اس کا اپنا ایک نقطۂ نظر ہے اور اسی کی روشنی میں وہ ان سب کو حل کرتا ہے۔

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّـذِيْ بَيْنَ يَدَيْـهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُـدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ع ○ (یوسف:۱۱۱)

قرآن گھڑا ہوا کلام نہیں ہے بلکہ ٹھیک ان تعلیمات کے مطابق ہے جو اس سے پہلے آچکی ہیں اور اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور وہ ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا: اللہ کی کتاب نے پوری تفصیل کے ساتھ راہِ ہدایت واضح کردی ہے۔ اس میں تمھارے ہر اختلاف کا فیصلہ اور ہر نزاع کا تصفیہ موجود ہے۔ پھر

کوئی شخص اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے ہدایت و رہنمائی کی بھیک کیوں مانگے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے اس کی طرف کیوں رجوع کرے؟

| | |
|---|---|
| اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًاؕ (الانعام:۱۱۴) | کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں جب کہ اس نے تمھارے طرف ایسی کتاب اتاری ہے جو تمام معاملات کو کھول کر بیان کرتی ہے۔ |

## طاغوت سے اجتناب

اسلام اس تصور کا شدید مخالف ہے کہ پوجا و پرستش تو اللہ کی ہو اور اس سے ہٹ کر اپنے تمام شخصی و سماجی مسائل میں دوسرے ذرائع سے رہنمائی حاصل کی جائے اور وہاں سے جو ہدایات ملیں ان پر خدا کی ہدایات کی طرح عمل کیا جائے۔ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی حکومت انسان کے کسی خاص گوشۂ حیات تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس کا حاکمِ کل اور مطاعِ مطلق ہے، اس لیے انسان کو صرف چند معاملات میں نہیں بلکہ اپنی پوری زندگی میں اس کا تابع اور محکوم ہونا چاہیے۔ اخلاق ہو یا قانون، سیاست ہو یا معیشت، تعلیم ہو یا تہذیب و تمدن، ہر معاملے میں اس کے لیے سیدھا اور سچا راستہ صرف یہی ایک ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے۔ زندگی کے کسی بھی میدان میں وہ اس کی ہدایات سے انحراف کرتا ہے تو یہ اس کی صحیح اور جائز حیثیت کے خلاف ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ دنیا کے تمام پیغمبروں کی یہی تعلیم تھی۔ وہ جب بھی آئے اور جہاں بھی آئے یہی پیغام لے کر آئے کہ انسان یہاں خدا کا بندہ بن کر رہے۔ صرف اسی کی عبادت کرے، طاغوت سے دور رہے، خدا کو چھوڑ کر کسی سرکش اور باغی کے پیچھے نہ چلے۔ پیغمبروں کا یہ پیغام قوموں کی قسمت کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ جس قوم نے بھی اسے ٹھکرایا خدا کا عذاب اس پر ٹوٹ پڑا اور وہ حرفِ غلط کی طرح صفحۂ زمین سے مٹا دی گئی۔

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ○ (النحل:۳۶)

ہم نے ہر قوم میں (اپنا) رسول (اس لیے) بھیجا (تاکہ وہ انسانوں تک یہ پیغام پہنچا دے) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت عطا کی اور کوئی گم راہی اور ضلالت ہی میں پڑا رہا۔ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ کی ہدایت کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟

خدا پر ایمان و یقین اس کی عبادت و اطاعت اور طاغوت سے اجتناب زندگی کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس پر جم جانا کامیابی کی ضمانت ہے۔ یہ وہ شاہ راہِ حیات ہے جو سیدھے منزل تک پہنچاتی ہے۔ اس پر چل کر بھٹکنے اور گم راہ ہونے کا کسی بھی مرحلہ میں کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا۔

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَہَا ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ○ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ○ (البقرۃ:۲۵۷)

دین کے معاملہ میں کسی پر زور زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت گم رہی سے بالکل واضح کردی گئی ہے جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک ایسی مضبوط رسی پکڑلی جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ اللہ ولی ہے ایمان والوں کا۔ وہ ان کو ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ جنھوں نے کفر کیا ان کے اولیاء طاغوت ہیں۔ وہ انھیں نور سے نکال کر ظلمتوں میں پہنچاتے ہیں۔ یہ جہنم والے ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہی روشنی ہے جو خدا کے پیغمبروں کے ذریعہ دنیا میں پھیلتی ہے۔ یہ روشنی اہل

ایمان کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف ایک طاقت طاغوت کی ہے جو ظلمت کو عام کرتی ہے۔ خدا کے انکار کے بعد انسان اس طاغوت کے جھنڈے تلے آجاتا ہے اور روز بروز تاریکی میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ یہ کتنی بدنصیبی ہے کہ انسان روشنی سے بھاگے اور ظلمت کی چادر اوڑھ لے۔ نعمت بھری جنت سے محروم ہوجائے اور عذابِ جہنم کا مستحق قرار پائے۔

## طاغوت کیا ہے؟

طاغوت کیا ہے، جس سے کفر اور اجتناب کا حکم دیا گیا ہے؟

طاغوت کا لفظ ان تمام سرکش قوتوں کے لیے بولا جاتا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پھیر دیتی ہیں۔ اس میں وہ شیاطین جن و انس بھی داخل ہیں جو اللہ کی عبادت کی جگہ انسانوں سے اپنی یا دوسروں کی بندگی کراتے ہیں۔ اس کے مفہوم میں وہ بے جان چیزیں بھی آجاتی ہیں جن کے اندر بذات خود تو دوسروں کو گم راہ کرنے کی طاقت نہیں ہے لیکن مختلف اسباب کی بنا پر وہ ضلالت اور گم رہی کا سبب بن جاتی ہیں۔ خواہ وہ مٹی اور پتھر یا کسی دھات کے بنے ہوئے بت ہوں یا سورج، چاند، ستارے، سمندر، پہاڑ، درخت اور پھول پودے یا کوئی بھی دوسری چیز۔ طاغوت کا اطلاق انسان کی ہوا و ہوس اور اس کے غلط جذبات اور رجحانات پر بھی ہوسکتا ہے، اس لیے کہ وہ بھی انسان کو خدا کی اطاعت سے پھیرنے والے ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اس طرح کے تمام طواغیت سے دور رہے اور ان میں سے کسی کی اطاعت نہ کرے، ایک خدا کا حکم مانے اور اسی کا بندہ بن کر رہے۔ اسلام کی یہ تعلیم انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اگر اس کی فطرت صحیح و سلامت ہے تو وہ کبھی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے انسان سے اپنی بندگی کا عہد لے رکھا ہے اور اس عہد کے بارے میں قیامت کے روز اس سے باز پرس ہوگی۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (یٰس: ۶۰-۶۱)

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم کو یہ بات بتا نہیں دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کروگے۔ بے شک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم میری عبادت کروگے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

انسان اپنے ہم جنس افراد سے الگ تھلک نہیں رہ سکتا۔ اس کو ان کے ساتھ مختلف قسم کے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں اور مل جل کر اور آپس کے تعاون سے زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ وہ چھوٹوں کو ہدایت دیتا ہے، بڑوں اور بزرگوں کی بات مانتا ہے، اولاد پر حکم چلاتا ہے، اور ماں باپ کی فرماں برداری کرتا ہے۔ محکوموں پر حکومت کرتا ہے اور حاکموں کے احکام بجا لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بتایا ہے کہ یہ مختلف نوعیت کے تعلقات کس طرح رکھے جائیں۔ اس نے حکومت اور اطاعت دونوں کے دائرے متعین کردیے ہیں اور حاکم و محکوم دونوں کو ان کا پابند بنا دیا ہے۔ اب اگر حکومت کرنے والا اپنے محکوموں پر اللہ تعالیٰ کے قوانین کے تحت حکومت کرتا ہے، ان پر اسی کے احکام جاری کرتا ہے، اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چلاتا ہے اور ان حدود و آداب کا پابند بناتا ہے، جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں تو یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہوگی اور وہ اس کے نفاذ کا محض ایک ذریعہ ہوگا۔ اسی طرح کسی فرد کے احکام پر چلنا بہ ظاہر اس کی اطاعت ہے لیکن اگر آدمی صرف ان معاملات میں اس کی اطاعت کرتا ہے، جن میں اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے اور ان معاملات میں اطاعت نہیں کرتا جن میں اطاعت کا اللہ نے حکم نہیں دیا ہے تو یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکام کی بجا آوری ہوگی۔ اس کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اگر آدمی اپنی حکومت و فرماں روائی اور اطاعت و تابعداری میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے حدود کا پابند نہیں ہے اور اپنے من مانے طریقے سے زندگی گزار رہا ہے تو یہ درحقیقت شیطان اور طاغوت کی اطاعت اور حکومت ہوگی۔ خواہ وہ اس کا اپنا نفس ہو یا اس جیسا کوئی انسان یا گمرہی اور ضلالت کا اور کوئی ذریعہ۔